حضرت علیؓ کی جنگی خدمات اور حکمت عملی

ڈاکٹر ممتاز احمد سالک *

Hazrat Ali (R.A) was the man of battle who spent his life for the uplift of Islam and died as a martyr. From the first battle of Badr, he remained with the Holy Prophet in almost all battles. He is the conqueror of the fort of Khyber. During the period of His rulereship (Khilafat) he has to face a lot of internal conflicts after the martyrdom of Hazrat Usman (R.A). He coped with these conflicts with wisdom & judiciousness. This article reveals handsome information regarding the policies & strategies for war and peace opted by Hazrat Ali (R.A).

حضرت علیؓ کی پوری زندگی ایک مجاہد کی زندگی ہے۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جب مکہ کے کفرستان مین دعوت حق کا اعلان کیا تو دس سلا کی عمر کے یہ ننھے سے مجاہد اس پر لبیک کہتے ہوئے آزمائش وابتلا کے میدان میں کود پڑتے ہیں۔ حق و باطل کے کارزار مین اپنی معصوم سی جان کو ہتھیلی پر رکھے ہوئے آگے بڑھتے ہیں۔ کبھی ہمیں وادیٔ نخلہ میں آنخضرتؐ کے ساتھ مصروف عبادت نظر آتے ہیں اور کبھی ایام حج میں نبی کریمؐ اور حضرت ابوبکر صدیق کے ساتھ عام مجمعوں مین دعوت وتبلیغ میں منہمک۔ اور کبھی کبھی تو یہ بھی ہوتا ہے آنخضور کے ساتھ خانۂ کعبہ تشریف لے جاتے ہیں اور بتوں کو توڑ پھوڑ کر عیب دار کر دیتے ہیں۔ ایک مرتبہ پیغمبر خدا ر نے اپنے اہل خاندان تک اسلام کا پیغام پہنچانے کی ۸ لئے دعوت کا اہتمام کیا تو حضرت علیؓ ہی اس کے منتظم بنے آنخضرتؐ نے کھڑے ہو کر فرمایا۔

یا بنی عبد المطلب! خدا کی قسم میں تمہارے سامنے دنیا و
آخرت کی بہترین نعمت پیش کرتا ہوں بو تم میں سے کون
اس شرط پر میرا ساتھ داتیا ہے کہ میرا معاون و مددگار رہوگا۔

چالیس کے چالیس شرکاء خاموش ہیں۔ حضرت حمزہؓ، حضرت عباسؓ اور ابولہب و ابوطالب جامد و ساکت بیٹھے ہیں مگر شیر خدا علی مرتضٰی کی آواز بلند ہوتی ہے۔

---

* ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور

گو میں عمر میں سب سے چھوٹا ہوں اور مجھے آشوب چشم
کا عارضہ ہے اور میری ٹانگیں پتلی ہیں تاہم میں آپ کا
معاون و مددگار اور دست و بازو بنوں گا۔1

رسول اکرمؐ تین مرتبہ لوگوں سے مخاطب ہوتے ہیں اور تینوں مرتبہ حضرت علی ہی اٹھ کر لبیک کہتے ہیں۔ محفل برخواست ہو جاتی ہے مگر تاریخ یہ ثابت کرتی ہے انھوں نے زندگی کے ہر مرحلے اور آزمائش کی ہر گھڑی میں جانثاری و جانفشانی کی لازوال داستانیں رقم کر کے اپنے وعدے کو سچ کر دکھایا۔ مکہ کی سنگلاخ وادی میں ظلم و استبداد کے آلاؤ میں سلگتے ہوئے تقریباً تیرہ سال بیت گئے اہل ربان کو ہجرت کا حکم دے دیا گیا وہ گروپوں کی شکل میں چھپ چھپ مدینہ کی جانب روانہ ہو گئے اور پیچھے تین افراد رہ گئے۔ سرور کونینؐ، حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت علیؓ۔ آنحضورؐ کو بھی ہجرت کا حکم ملا مگر ابھی امانتیں ادا کرنا باقی تھیں۔ انکی ادائیگی کیلئے حضرت علیؓ کو اپنے بستر پر لٹاتے ہیں۔ جو آپؐ کی سبز چادر اوڑھ کر ایسے عالم میں سو جاتے ہیں کہ رات تاریکی میں ڈوب چکی ہے۔ اور گھر کے باہر قریش کے ہر قبیلے سے تعلق رکھنے والے ایک ایک فرد پر مشتمل ایک گروہ ارادۂ قتل کی نیت سے گھیرا تنگ کر چکا ہے۔2 بقول شبلی نعمانی ''حضرت علی کو معلوم ہو چکا تھا کہ قریش آپؐ کے قتل کا ارادہ کر چکے ہیں اور آج کی رات رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا بسترِ خواب قتل گاہ کی زمین ہے لیکن فاتح خیبر کیلئے قتل گاہ فرشِ گل تھا۔3 تین دن تک خدا کے یہ سپاہی مکہ کی گلیوں میں ظاہر پھرتے رہتے ہیں پھر اپنی ذمہ داری ادا کر کے رسول اکرمؐ سے جا ملتے ہیں۔4

یہ ہے ان کی مکی زندگی کی ایک جھلک۔ صرف چند مثالیں۔ ان سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ ان کی زندگی کا ایک ایک پل ایسے جہاد کا حصہ تھا۔ جو اگرچہ خاموش تھا غیر محسوس تھا مگر مصائب و تکالیف کے اعتبار سے لاثانی۔ یہی وہ مرحلہ تھا جس میں اسلام اپنے احیا کیلئے اور جاہلیت اپنی بقا کے لئے برسرِ پیکار نظر آتی ہے۔ جاہلیت کے پاس مادی وسائل تھے افرادی قوت تھی اور اثر و اقتدار کے ہتھیار۔ مگر اسلام کے پاس دلائل و براھین کے علاوہ کچھ نہ تھا۔ حضرت علیؓ کشمکش کے اس عالم میں اپنی توانائیاں صرف کرتے ہوئے بچپن کی سرحدوں سے گزر کر جوانی کی دہلیز پر پہنچ گئے۔

اہلِ ایمان جب مدینہ پہنچے تو اسلامی ریاست منصۂ شہود
پر ابھر آئی۔ اہلِ باطل اسے نیست و نابود کرنے کی غرض
سے مسلح مقابلے کے لئے تیار ہوگئے۔ اسلام اور
جاہلیت کی کشمکش ایک نئے مرحلے میں داخل ہوگئی
مسلمانوں کو جہاد بالسیف کی اجازت دے دی گئی اور
یہ آیت اتر یا جازت دے دی گئی ہے ان لوگوں کو جن
کے خالف جنگ کی جارہی ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے
گھروں سے ناحق نکال دیئے گئے صرف اس قصور پر
کہ وہ کہتے ہیں۔ ہمارا رب اللہ ہے۔5

اب قدم بہ قدم معرکے پیش آئے۔ قدم بہ قدم تصادم ہوئے۔ یہ وہ دور ہے جس میں حضرت علیؓ کی جنگی صلاحیتیں نکھر گئیں۔ ان کا فطری اور پیدائشی جوہر چمک اٹھا۔ اگر ایک انسان فن حرب کا ماہر ہو تو اس کا دل جراءت وشجاعت سے لبریز ہو، صرف خدا کی رضا ہی اس کا مقصود ہو اور دست و بازو میں جوان ی کی قوت ہو تو پھر وہ ناقابلِ تسخیر بن جاتا ہے۔ سوائے خدا کی تقدی ومشیت کے کوئی اور چیز اسے ہیچ نہیں کرسکتی۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت علیؓ نے تمام غزوات میں نمایاں اور پرجوش کردار سرانجام دیا۔ ان کی بہادری اور دلیری کی دھاک پورے عالم عرب پر بیٹھ گئی۔ جب بھی کسی کے مقابلے میں شمشیر برہنہ لے کر نکلتے تو تقدیر خداوندی ان کی ضرب کاری میں ڈھل گئی۔ نہ جانے کتنے ہی مشرکوں کے جسم و روح کا ناطہ ان کی تلوا کی دھار نے کاٹ دیا۔

بدر کے میدان میں اس وقت کے جنگی قاعدہ کے مطابق پہلے انفرادی مقابلہ ہونا تھا قریش کے تین نامی بہادر میدان میں نکل آتئے جن کی قیادت عتبہ بن ربیعہ کررہا تھا اور اس کے ساتھ اس کا بیٹا ولید اور بھی شیبہ تھے۔ انہوں نے مقابلے کے لیے للکارا مقابلے میں حضرت عوفؓ، حضرت معوذؓ اور حضرت عبداللہ بن رواۃؓ نکلے۔ عتبہ نے پوچھا تم کون ہو؟ انہوں نے جواب دیا ہم انصار ہیں۔ قریشیوں نے کہا ہمیں آپ سے لڑنے کی ضروت نہیں پھر کہا ''اے محمدؐ! صرف ان مقابلہ کرنے

والوں کو ہماری طرف بھیج جو ہماری قوم سے ہوں''۔

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔

اے بنی ہاشم کھڑے ہو جاؤ اس حاق کے ساتھ قتال کرو جس کے ساتھ اللہ نے تمہارے نبی کو مبعوث کیا۔ کیونکہ وہ اپنے باطل کو لائے ہیں تاکہ اللہ کے نور کو گل کردیں۔

حضرت علیؓ، حضرت حمزہؓ اور حضرت عبیدہؓ میدان میں نکل آئے۔ حضرت علیؓ نے اپنے مدِ مقابل ولید کو ایک ہی ضرب سے ڈھیر کر دیا پھر آگے بڑھ کر حضرت حمزہؓ کی مدد کی اور ان کے مدمقابل شیبہ کو قتل کر دیا پھر دونوں نے مل کر عتبہ کا کام تمام کر دیا۔6

غزوۂ احد میں قریش نے پلٹ کر دوبارہ حملہ کیا تو مسلمانوں کا عَلَم مصعب بن عمیرؓ کے ہاتھ میں تھا۔ وہ شہید ہو گئے تو حضرت علیؓ نے اپنے ہاتھ میں تھام لیا اور بے جگری سے اس کی حفاظت کرتے رہے۔ آنحضرتؐ جب زخمی حالت میں تھے تو حضرت علیؓ انہیں پہاڑ پر لے گئے اپنی ڈھال میں پانی بھر بھر کر لاتے اور حضرت فاطمہؓ زخم کو دھوتیں۔ بقول ابن سعد ''یوم احد میں جب لوگ بھاگے تو حضرت علیؓ ان لوگوں میں سے تھے جو نبیؐ کے ساتھ ثابت قدم رہے انہوں نے آپؐ سے موت پر بیعت کی۔7

غزوۂ احد کے بعد بنوقریظہ اور بنونضیر کو جب بدعہدی کے باعث جلاوطن کیا گیا تو حضرت علیؓ پیش پیش تھے اور علم انہیں کے ہاتھ میں تھا۔ غزوۂ خندق میں انہوں نے عمرو بن عبدو جیسے بہادر آدمی کو جہنم واصل کیا۔ 6ھ میں صلح نامہ حدیبیہ کو ضبط تحریر کے لئے آنحضورؐ نے حضرت علیؓ کو ہی حکم دیا۔ خیبر کے علاقے کو فتح کرنے کے لئے 7ھ میں فوج کشی کا پروگرام بنایا گیا تو بست سی دقتیں پیش آئیں کیونکہ یہودیوں نے بڑے بڑے مضبوط قلعے بنا رکھے تھے جن کا فتح کرنا دشوار تھا۔ آنحضورؐ نے ایک قلع قموص کو فتح کرنے کے لئے پہلے حضرت ابوبکرؓ اور پھر حضرت عمرؓ کی زیر قیادت مہمیں بھیجیں مگر کامیابی نہ ہوئی۔ آخر ایک دن فرمایا۔

کل میں یہ نشان ایسے شخص کو دوں گا جس کے ذریعے

اللہ تعالیٰ خیبر کے قلعہ کو فتح کریگا۔ خدا اور اس کے رسول
کو دوست رکھے گا اور خدا اور اس کا رسول اسے دوست
رکھیں گے۔

اگلی صبح ہوئی تو تمام صحابہؓ یہ امید رکھتے تھے کہ نشان ان کو دیا جائے گا آپ ؐ نے حضرت علیؓ کو بلا کر یہ نشان دیا۔8

جب حضرت علی قلعہ کے پاس پہنچے تو مقابلہ شروع ہو گیا ایک یہودی نے وار کیا تو آپ کے ہاتھ سے سپر نکل کر دور جا پڑی۔ حضرت علیؓ نے قلعہ کے دروازہ کا کواڑ جو قریب تھا اٹھا لیا اور اسے سے ڈھال کی طرح کفار کے حربے روکتے ہوئے آگے بڑھے یہاں تک کہ جنگ سے فارغ ہوتئے اور قلعہ فرح ہوگا پھر آپ نے کواڑ پھینک دیا۔9 اسی دن سے حضرت علیؓ فاتح خیبر کہلائے۔

حضرت علیؓ کی قیادت میں اہل فدک کی طرف بھی ہمہم بھیجی گئی۔ یمن کی رف دع مرتبہ تشریف لے گئے۔ ان کے پیچھے آنحضورؐ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو لشکر دے کر روانہ کیا اور فرمایا "اگر علیؓ سے تمہاری ملاقات ہو تو وہی تمہارے سردار ہونگے" 10

یہ ہے حق و باطل کے بہت سے معرکوں میں سے چند کی مختصر سی جھلک۔ اس سے یہ اندزہ لگانا مشکل نہیں کہ حضرت علیؓ نے عہد نبویؐ میں ایک جانباز سپاہی کا کردار پیش کیا۔ ان کی امانت و دیانت کا یہ علام تھا کی یمن سے واپسی پر انہیو ن نے سواری کے لئے زکوٰۃ و صدقات کے اونٹ استعمال کرنے کی درخواست مسترد کر دی جب مدینہ پہنچ کر سعد بن مالکؓ نے رسول کریمؐ سے شکایت کی تو انہوں نے جواب دیا۔

اے سعد تم یہ ساری باتیں اپنے بھائی علیؓ کے متعلق کہہ
رہے ہو! بخدا علیؓ اللہ کی فوج کے سالار ہیں۔

اسی قسم کی شکایت کے کسی اور موقع پر فرمایا "لوگو علیؓ کی شکایت نہ کرو وہ خدا کی فوج کا لشکر ہے.11 حضرت علیؓ کی شخصیت پر اس سے جامع اور کوئی تبصرہ نہیں کیا جا سکتا جو خود رسول اکرمؐ نے فرمایا ہے۔ یہ ہے ان کی غلبۂ دین کے لئے سعی و جدو جہد کا صلا جو انہوں نے تحریک کے اس مرحلہ

مُس سرانجام دی کہ انہیں خدا کی فوج کے سالار اور لشکر کا لقب ملا۔ میدان جنگ سے انہیں جو تعلق اور وابستگی تھی اس کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ انہوں نے اپنے پہلے بیٹے کا نام حرب رکھنا چاہا کیونکہ یہ ان کی دلی آرزو تھی کہ وہ بھی ان کی طرح مجاہد بنیں۔ جہاد ہی ان کا محبوب مشغلہ تھا۔ یہی ان کا مرغوب فن تھا۔ اور ایک آدمی کی اولاد کے بارے میں اس سے بڑھ کر اور کیا خواہش ہو سکتی کہ وہ اس کے بعد محض مال و جایداد ہی کی نہیں بلکہ علوم وفنون اور اعمال وخصائص کی بھی وارث ہو۔ ان کے بیٹے کا ہی نام چل پڑتا اگر رسولؐ اپنے حسن انتخاب سے اپنے نواسے کا نام حسن نہ رکھ لیتے۔

روایات میں آتا ہے۔ حضرت علیؓ سوائے تبوک کے تمام غزوات میں آنحضرت صلعم کے ہمرکاب رہے لیکن اس موقع پر انہیں گھر کی حفاظت کے لئے اہل خانہ ہی کے پاس رہنے کا حکم ملا۔ منافقین نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ علیؓ کو نکما سمجھ کر چھوڑ گئے۔ ان کے کانوں تک یہ الفاظ پہنچے تو وہ تڑپ اٹھے ہتھیار پہن کر مقام جرف میں آنخضورؐ کے پاس پہنچے اور عرض کی یا رسول اللہ کیا آپ بارِ خاطر خیال کر کے مجھے چھوڑ آئے ہیں؟ آنخضورؐ نے فرمایا نہیں۔ جنہوں نے تم سے یہ بات کہی ہے وہ جھوٹ بولتے ہیں میں نے تم کو فقط اپنے اہل وعیال کی حفاظت کے لئے چھوڑا ہے تم جاؤ اور وہیں رہو"۔ اس کے بعد انہیں آپؐ نے جو الفاظ فرمائے وہ حضرت علیؓ کے علاوہ کسی اور کے حصہ میں نہ آ سکے۔ شاید اس کی وجہ یہی ہے کہ وہی ان کے سب سے زیادہ مستحق تھے۔ آنخضورؐ نے فرمایا:

علیؓ کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ تمہیں مجھ سے
وہی نسبت ہو جو ہارون کو موسیٰ سے تھی مگر یہ بات ہے کہ
میرے بعد نبی نہیں ہے۔12

یہ قول بہت مختصر سا ہے مگر تاریخ کے ایک مکمل باب کا عنوان ہے۔ یہ خود ہی اپنی تشریح و وضاحت ہے۔ حضرت علیؓ جیسے ہی جانبازوں نے رسول اکرمؐ کی رفاقت و اطاعت کا حق ادا کر کے 8 سال کی مختصر سے مدت کے اندر اندر باطل کو میدان جنگ میں شکست دے کر ان کے مرکز (مکہ) پر بھی غلبہ حاصل کرے اور اسلام کا جھنڈا ہر طرف لہرا دیا روایات میں آتا ہے کہ حضرت علیؓ کو حکم ہوا کہ حضرت سعدؓ بن عبادہ سے علم لے کر فوج کے ساتھ شہر میں داخل ہوں چنانچہ وہ کداء کی جانب

سے مکہ میں داخل ہوئے۔اور مکہ بلا کسی خونریزی کے تسخیر ہو گیا۔آنحضور صلعم نے تین سو ساٹھ بتوں کو گرا دیا۔ایک بت بلندی پر تھا آپؐ حضرت علیؓ کے کندھوں پر سوار ہوئے تو وہ آپؐ کا بار نہ سنبھال سکے چنانچہ حضورؐ پرنور نے حضرت علیؓ کو اپنے شانۂ اقدس پر چڑھ کر اسے گرانے کا حکم دیا انہوں نے سلاخ سے اکھاڑ کر اسے پاش پاش کر دیا اور اس طرح خانہ کعبہ کی مکمل تطہیر ہو گئی۔اس کاروائی کے دوران رسول اکرمؐ کی زبان مبارک پر یہ آیت کریمہ تھی۔

جاء الحق و ذهق الباطل ان الباطل كان ذهوقا.

ترجمہ: حق آیا اور باطل مٹ گیا بے شک باطل مٹنے کے
لئے تھا۔13

حضرت علیؓ کے پیش رو خلفائے راشدین کا دور اس لحاظ سے بڑا اہم ہے کہ اس میں ان کی فکری و ذہنی صلاحیتوں سے بھرپور استفادہ کیا گا۔اس عرصہ میں انہیں میدان جنگ کی بجائے میدان علم و فن میں اپنے جوہر دکھانے کا موقع ملا۔کیونکہ یہ مجلس مشاورت کے رکن تھے اسی لئے دیگر کبارِ صحابہ کی طرح مرکز ہی میں ان کا موجود رہنا حالات و وقت کا تقاضہ تھا۔آنحضرتؐ کی وفات کے بعد کچھ عرصہ تک آپ معاملات ملکی سے الگ رہے یہ ان کی فن سپہ گری میں مہارت ہی کا نتیجہ تھا کہ منکرین زکوٰۃ کے خلاف حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مہم بھیجنے کے لئے صحابہ کرامؓ سے مشورہ کیا تو سپہ سالار بنانے کے لئے ابتداء میں حضرت علیؓ کا نام تجویز کیا گیا۔حضرت ابوبکر صدیقؓ ایک بار ان کے ہاں تشریف لے گئے تو انہوں نے فرمایا ''میں نے قسم کھائی ہے کہ جب تک قرآن نہ جمع کرلوں گا اس وقت نماز کے سوا اپنی چادر تک نہ اوڑھوں گا۔14

چند ماہ بعد دوبارہ سرگرم عمل ہو گئے عہد فاروقی میں فتح بیت المقدس کے موقع پر اہل فلسطین نے یہ خواہش ظاہر کی کہ معاہدہ امیر المؤمنین یہاں کو دآ کر لکھیں چنانچہ جب روانہ ہوئے تو پیچھے حضرت علیؓ کو اپنا نائب مقرر کیا۔اس بارے میں تمام اکابر صحابہؓ کا مشورہ شامل تھا۔حل طلب مسائل کے لئے جو شعبہ افتاء قائم کیا گیا حضرت علیؓ اس کے بھی رکن تھے۔فقہ واجتہاد و قانونی مسائل کے بارے میں انہیں مکمل دسترس حاصل تھی۔اس کی وجہ یہ ہے کہ خود پیغمبر خدا کی زیرِ تربیت پروان چڑھے

انہیں کے گھر کے فرد تھے تمام مسائل ان سے بروقت دریافت کر لیتے تھے۔ مسلسل 23 سال ان کے ہمدم وہمرکاب رہے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ کا قول ہے۔

ہم میں مقدمات کے فیصلے کے لئے سب سے موزوں علیؓ ہیں۔

ان کا شمار مفسرین کے بھی اعلیٰ طبقے میں ہوتا ہے علم ناسخ ومنسوخ سے واقف تھے۔ بچپن ہی سے لکھنا پڑھنا جانتے تھے اس لئے کاتبانِ وحی میں شامل رہے تھے۔ ان کا اپنا قول ہے کہ میں ہر آیت کے متعلق یہ بتا سکتا ہوں کہ یہا کہاں، کیوں اور کس کے حق میں نازل ہوئی۔ حضرت علیؓ کو مختلف علوم پر جو مہارت حاصل تھی وہی انہیں مختلف شعبوں کا امام بنا دیتی ہے بقول عباس محمود العقار۔

علمائے کلام وتحید، علمائے فقہ وشریعت اور علمائے ادب و
بلاغت، ان سب کے حضرت علیؓ بلااستثنا استاد ہیں۔15

یہ ہے وفات رسول مقبولؐ سے لیکر شہادت عثمان غنیؓ تک حضرت علیؓ کی سرگرمیوں کی تصویر۔ اس عرصہ میں ان کا میدان علوم وفنون، ان کا ہتھیار، اجتہادی بصیرت اور انکی جنگ جہالت کے خلاف تھی۔

اب رہا ان کا عہد خلافت۔ تو اس کا آغاز ہی فتنہ وفساد اور اضطراب وانتشار کی ایسی حالت میں ہوا کہ وقت کے ساتھ ساتھ اس کی شدت مس ں اضافہ ہتا گیا۔ اس کا دائرہ پھیلتا چلا گیا اور حضرت علیؓ کیلئے مشکلات نئی نئی شکلیں بدل کر آتی رہیں اور مسائل پیچیدہ سے پیچیدہ ہوتے گئے۔ حضرت عثمان کی پیشین گوئی حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوئی جو انہں نے قاتلین کو مخاطب کر کے کی تھی۔ فرمایا

اے قوم! مجھے قتل نہ کرو، کیونکہ میں والی ہوں، بھائی
ہوں، مسلمان ہوں، واللہ میں نے اپنے امکان بھر
سوائے اصلاح کے کچھ نہ چاہا، خواہ مجھ سے خطا ہوئی یا
صواب، تم لوگ اگر مجھے قتل کرو گے تو نہ تم کبھی متفق ہو
کے نماز پڑھو گے، نہ متفق ہو کے جہاد کرو گے اور نہ تمہارا
مال غنیمت تمہارے درمیان تقسیم ہوگا۔16

۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ کو حضرت عثمانؓ شہید کر دیے گئے۔ ان کی شہادت انتشار واختر ان کے

طوفان کا پیش خیمہ بن گئی ہر طرف خون آشام بگولے اٹھنے لگے تقدیر نے ان کو روکنے اور ان کا مقابلہ کرنے کے لئے حضرت علیؓ جیسی پر عزم اور باہمت شخصیت کا انتخاب کیا۔ مرکزِ اسلام کے اہل حل وعقد یعنی مہاجرین اور انصار اور تابعین پریشان تھے کہ اگر فوری طور پر خلیفہ کا انتخاب عمل میں نہ لایا گیا تو سرحد روم سے یمن اور افغانستان سے شمالی افریقہ تک پھیلی ہوئی یہ عظیم مملکت شورشوں کی لپیٹ میں آ کے تباہ ہو جائے گی۔ ادھر باغیوں نے بھی جن کا مدینہ پر پارا تسلط تھا بقول علامہ جریر الطبری یہ دھمکی دے دی کہ "اے اہل مدینہ تم لوگوں کیلئے دو دن کی مہلت ہے ان میں خلیفہ کا انتخاب کر لو ورنہ خدا کی قسم ہم اس کے بعد علیؓ، طلحہؓ، زبیرؓ اور دیگر بہت سے لوگوں کو قتل کر دیں گے۔ اس اعلان کے بعد اہل مدینہ حضرت علیؓ کے پاس جمع ہوئے اور عرض کیا" ہم آپ کی بیعت کے لئے تیار ہیں کیونکہ آپ نے اسلام کی خاطر مصائب برداشت کئے ہیں اور آپ ذوی القربیٰ میں داخل ہیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا:۔

بہتر یہ ہے کہ تم میرے علاوہ کسی اور کو خلیفہ بنالو کیونکہ ہمیں
روز بروز ایسے واقعات پیش آ رہے ہیں۔ جن میں نہ تو دل
ثابت قدم رہ سکتے ہیں نہ عقلیں قائم رہ سکتی ہیں۔

اہل مدینہ نے عرض کی" ہم آپ کو خدا کی قسم دیتے ہیں۔ کیا آپ حالات نہیں دیکھ رہے ہیں؟ کیا آپ اسلام کی اس تباہی پر غور نہیں کرتے؟ کیا آپ ان فتنوں کو نہیں دیکھتے؟ کیا آپ کو اللہ کا کچھ بھی خوف نہیں۔ 17

آخر کار حضرت علیؓ نے حالات کی ناسازگاری کے باوجود امت کے خیر و بھلائی کے پیش نظر خلافت کی بھاری ذمہ داری اٹھانا منظور کر لیا۔ اور اگلے روز مسجد نبویؐ میں مجمع عام میں سوائے چند اصحاب کے سب نے بیعت کر لی۔ خلیفہ بنتے ہی حضرت علیؓ نے محسوس کیا کہ ان کی پہلی ذمہ داری یہ ہے کہ سلطنت میں امن وامان بحال کر کے اسے اندرونی اور بیرونی خطرات سے محفوظ کر لیں۔ یہ اسی صورت میں ممکن ہو سکتا تھا جب تمام صوبے ان کی بیعت میں داخل ہو جائیں۔ دار الخلافہ کو باغیوں کے غلبہ و اثر سے نجات دلانے کی بھی یہی ایک صورت تھی کہ ان کی اپنی سیاسی پوزیشن مستحکم ہو جائے۔ پھر وہ بجا طور پر یہ بھی سمجھتے تھے کہ حضرت عثمانؓ کے خلاف شورش برپا ہونے کی اصل وجہ ان

کے عمال کی بعض بے احتیاطیاں اور غلطیاں ہیں۔اس لئے انہوں نے سب کو معزول کر دیا تاکہ ایک طرف لوگوں کی شکایات کا ازالہ ہو سکے دوسری طرف ان کی وہ سیاسی قوت ختم ہو جائے جسے وہ بیعت کی راہ میں رکاوٹ ڈالنے یا مسلح بغاوت کرنے کے لئے استعمال کر سکتے تھے۔ان کی جگہ معتمد علیہ عمال کا تقرر کر کے بھیج دیا مصر، کوفہ اور یمن میں ان کی خلافت تسلیم کر لی گئی بصرہ تین گروہوں میں بٹ گیا کچھ مخالف تھے، کچھ حامی اور کچھ غیر جانبدار، اور شام میں حضرت امیر معاویہ خود مختار حاکم بن گئے۔ بیت المال اور لشکر پر مکمل قبضہ کر لیا۔حضرت علیؓ کی طرف سے بھیجے گئے عامل سہلؓ بن حنیف کو ان کے آدمیوں نے تبوک کے مقام سے واپس مڑنے پر مجبور کر دیا ان کے ذریعہ جب شام کے حالات کا رخ حضرت علیؓ کع معلوم ہوا تو انہں نے حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کو بلا کر فرمایا۔

> اے قوم جس بات سے میں تمہیں ڈراتا تھا آج وہ پیش آ چکی ہے اور حالات ایسے پیش آ گئے ہیں کہ ان کو ختم کئے بغیر چارہ کار نہیں یہ آگ کی طرح ایک فتنہ ہے کہ آگ جب ایک بار لگ جاتی ہے تو وہ بڑھتی اور بھڑکتی چلی جاتی ہے۔18

حضرت طلحہؓ اور زبیرؓ نے اصلاح احوال کے لئے مدینہ سے باہر جانے کی اجازت طلب کی جو انہیں دے دی گئی۔ پھر حضرت علیؓ نے اتمام حجت کے لئے حضرت معاویہؓ کے پاس ایک قاصد کے ذریعے خط بھیجا جس میں لکھا۔

> تمہیں چاہیے کہ فوراً میرے پاس حاضر ہو جاؤ کیونکہ میں نے تمام گورنروں کو طلب کیا ہے تاکہ ان سے (اپنی خلافت اور فرمانبرداری) کا اقرار لوں جو بار میری گردن میں آن پڑا ہے ان کی گردن میں بھی ڈالوں۔19

حضرت امیر معاویہؓ نے قاصد کو تین ماہ تک بغیر جواب دیئے روکے رکھا۔ پھر خالی ہاتھ واپس بھیج دیا اور پیچھے ایک شخص عبسی کو کاغذوں کا ایک پلندہ دے کر بھیجا۔ جب مہر توڑی گئی تو اس میں کچھ بھی

تحریر نہ تھا۔ جب حضرت علیؓ نے اس سے وہاں کے حالات کے بارے میں پوچھا تو اس نے جواب دیا۔

میں اپنے پیچھے ایسی قوم چھوڑ کر آیا ہوں جو قصاص کے
علاوہ کسی دوسری بات پر راضی نہیں۔

یہ تمام واقعات یہ ثابت کرنے کے لئے کافی تھے کہ شام کے گورنر مرکزی حکومت کی اطاعت کرنے پر تیار نہیں ہیں اور قصاص کا مطالبہ صرف لوگوں کو برانگیختہ کرنے کی ایک چال ہے کیونکہ کسی کی خلافت تسلیم کئے بغیر نہ تو اس سے مطالبہ قصاص کوئی معنی رکھتا ہے اور نہ ہی اس کا یہ صحیح طریقہ ہے کہ ورثاء کے علاوہ کوئی اور اس کا دعویدار بن کر اٹھے اور وہ بھی قانونی چارہ جوئی کے بغیر۔ اس لئے حضرت علیؓ نے انہیں ایک خط میں لکھا۔

رہا تمہارا یہ مطالبہ کہ ہم عثمانؓ کے قاتلوں کو تمہارے
حوالے کر دیں، تو بھلا تمہیں اگر تمہارا ہی گمان ہے کہ تم
ہی اس کے زیادہ حقدار ہو تو پہلے میری اطاعت قبول کرو
پھر قوم کو میرے پاس فیصلے کے لئے لاؤ۔20

جب اصلاح کی تمام کوششیں ناکام ثابت ہوئیں تو حضرت علیؓ نے قوت کے ذریعے حضرت امیر معاویہؓ کو تابع فرمان بنانے کا ارادہ کر لیا اور شام کی تیاریں کرنے لگے۔ اسی دوران معلوم ہوا کہ حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ اور حضرت عائشہؓ قصاص عثمانؓ کا نعرہ لگا کر ایک لشکر کے ساتھ کوفہ اور بصرہ کی جانب روانہ ہو چکے ہیں۔ کچھ عرصہ کے بعد یہ بھی اطلاع ملی کہ انہوں نے بصرہ پر لڑائی کر کے قبضہ کر لیا ہے۔ تو حضرت علیؓ کو بہت دکھ ہوا انہوں نے پہلے خطوط کے ذریعے انہیں ان کی ذمہ داریاں یاد دلائیں۔ بات نہ بنی تو شام کی بجائے بصرہ روانہ ہو گئے۔ جب فوجیں آمنے سامنے آئیں تو کسی کی بھی خواہش یہ نہ تھی کہ جنگ ہو اس لئے صلح کی بات چیت شروع ہوئی۔ جب آخری مراحل میں داخل ہوئی تو مفسدین کو خطرہ پیدا ہوا کہ اس طرح ان کی خیر نہیں اس لئے انہوں نے ایک خفیہ میٹنگ میں فیصلہ کیا کہ

جب کل دونوں فریق آپس میں ملیں تو جنگ چھیڑ دو اور
انہیں سوچنے تک کا موقع نہ دو۔ 21

ان کی یہ سازش کامیاب ہوئی جنگ جمل برپا ہوئی جس میں دس ہزار آدمی شہید ہو گئے۔ فتح حضرت علیؓ ہی کے حصے میں آئی مگر نفرت وقدورت کی وہ فصلیں اور بلند ہو گئیں جنہیں تمام اہل خیر گرانا چاہتے تھے۔ یہ جمادی الاخریٰ ۳۶ھ کا واقعہ ہے۔

حضرت علیؓ بصرہ میں امن وامان قائم کرنے کے بعد شام کی طرف بڑھے اتمام حجت کیلئے حضرت معاویہؓ کے پاس وفد بھیجا مگر انہوں نے حسب سابق صرف اطاعت ہی سے انکار نہ کیا بلکہ یہ جواب دیا

میرے پاس سے چلے جاؤ، میرے اور تمہارے درمیان
تلوار کے سوا کچھ نہیں۔ 22

اب جنگ کے سوا کوئی چارہ کار نہ تھا صفین کے مقام پر دونوں فوجوں کا آمنا سامنا ہوا۔ مختلف وقفوں کے بعد جھڑپیں ہوتی رہیں۔ ۹ صفر ۳۷ھ کو حضرت عمار بن یاسرؓ، حضرت معاویہؓ کی فوف سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ جنہیں نبیؐ نے فرمایا تھا کہ تمہیں باغی گروپ قتل کرے گیا۔ اس واقعہ سے ایک طرف تو یہ ثابت ہو گیا کہ حضرت علیؓ حق پر تھے اور دوسری طرف ان کے حامیوں میں ایک نیا ولولہ اور جوش پیدا ہو گیا۔ اسلئے اگلے روز سخت معرکہ برپا ہوا جب حضرت معاویہؓ کی فوج شکست کے قریب پہنچ گئی تو اس وقت حضرت عمرو بن العاصؓ نے حضرت معاویہؓ کو مشورہ دیا کہ اب ہماری فوج نیزوں پر قرآن اٹھالے اور کہے ''یہ ہمارے اور تمہارے درمیان حکم ہے''۔ اس کی مصلحت انہوں نے یہ بتائی ''اس سے علیؓ کے لشکر میں پھوٹ پڑ جائیگی کچھ کہیں گے یہ بات مان لی جائے اور کچھ کہیں گے نہ مانی جائے۔ ہم مجتمع رہیں گے ان کے ہاں تفرقہ برپا ہو جائے گا۔ اگر وہ مان گئے تو ہمیں مہلت مل جائے گی۔ 23 اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ یہ محض جنگی چال تھی قرآن کا حکم بنانا سرے سے مقصود ہی نہ تھا۔ حضرت علیؓ یہ چال سمجھ گئے لوگوں کو لاکھ سمجھایا مگر وہ نہ مانے آخر جنگ بند ہو گئی۔ حضرت معاویہؓ نے اپنی طرف سے اپنے سب سے بڑے معاون حضرت عمرو بن العاصؓ کو حکم بنایا مگر حضرت علیؓ نے لوگوں کے اصرار سے مجبوراً حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی بجائے حضرت ابوموسیٰؓ

اشعری کو حکم بنایا۔ دونوں کو اس بات کا پابند بنایا گیا کہ وہ کتاب وسنت کی روشنی میں فیصلہ کریں گے۔ اور ایسی صورت میں فریقین اسے بسروچشم قبول کریں گے۔ اعلان تقریباً 8 ماہ بعد ماہ رمضان ۳۶، ۳۷ ہجری میں دومۃ الجندل کے مقام پر کیا جائے گا۔ اس وقت تک مکمل امن وامان کو قائم رکھا جائے گا۔ اس معاہدہ پر دونوں طرف کے لوگوں نے دستخط کئے۔24

حضرت علیؓ کی فوج میں شامل مختلف قبیلوں کے پاس جا کر اشعث بن قیس نے معاہدے کیے مندرجات پڑھ کر سنائے تو وہی لوگ جنہوں نے حضرت علیؓ کو تحکیم کرنے پر مجبور کیا تھا یہ کہہ کر مخالفت کرنا شروع کر دی کہ اللہ تعالیٰ کے احکام میں انسانوں کو حکم بنانا کفر ہے اور ایسی حالت میں کوفی کی جانب کوچ کیا کہ بقول علامہ لجری ''جب میدان صنفین سے لوٹ کر آئے تو یہ سب ایک دوسرے کے دشمن تھے ہر ایک ایک دوسرے سے کینہ رکھتا تھا جب تک علیؓ کے لشکر میں رہے خوب خوش تھے لیکن جب تحکیم کا واقعہ پیش آیا تو یہ سب ایک دوسرے کی راہ روکنے لگے۔ آپس میں ایک دوسرے کو گالیاں دیتے اور کوڑے مارتے تھے۔ خارجی حضرت علی اور ان کے ساتھیوں سے کہتے ''اے اللہ کے دشمنو تم نے احکام خداوندی میں مداھنت سے کام لیا اور حکم بنایا، دوسرے ان کا یہ جواب دیتے'' تم نے ہمارے امام کو چھوڑا۔ ہماری جماعت کو منتشر کیا'' یہ لوگ حضرت علیؓ کے ساتھ کوفہ نہیں آئے بلکہ دورا میں کام کیا۔ ان کی تعداد بارہ ہزار تھی۔ انہوں نے منادی کرا دی کہ ہمارا جنگی امیر شبث بن ربعی اور نماز کا امیر عبداللہ بن کواء ہوگا جب فتح ہو جائیں تو خلافت کا کام مشورے سے طے پائے گا۔ اور بیعت اللہ عزوجل کے لئے ھوگی۔ جوامر بالمعروف اور نہی المنکر پر ہوگی۔25

بدقسمتی سے حکمین کے اعلان فیصلہ تک کی یہ مدت بھی حضرت علیؓ کو سکون کا سانس لینے کی مہلت فراہم نہ کر سکی۔ خارجیوں نے بغاوت کرنا شروع کر دی۔ حضرت علیؓ نے انہیں راہِ راست پر لانے کے لئے پہلے حضرت عبداللہ بن عباس کو روانہ کیا پھر خود بھی تشریف لے گئے۔ کچھ تو ٹھیک ہو گئے باقیوں کی سرکوبی کے لئے مہم بھیجنا پڑی جس کے بعد وہ نہر دان کی طرف بھاگ گئے.26 اور عبداللہ بن وہب الراسبی کو اپنا امیر بنایا۔

اسی عرصہ میں ثالثوں کے فیصلہ سنانے کا وقت آ گیا۔ دونوں طرف سے چار چار سو افراد درمتہ

الجندل کے مقام اذرح پر جمع ہوئے حضرت امیر معاویہؓ خود بھی وہاں پہنچ گئے اور ایک ایسا عجیب وغریب اعلان کیا گیا جس کی بنیاد نہ تو قرآن وحدیث پر رکھی گئی تھی نہ اس میں حق اور ناحق کا لحاظ رکھا گیا اور نہ ہی وہ اُن حدود واختیارات کے دائرے میں رہ کر کیا گیا تھا جو دونوں بزرگوں کیلئے کھینچا گیا تھا ۔حضرت ابوموسیٰؓ االاشعری نے حسب فیصلہ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ دونوں کو معزول کر کے انتخاب خلافت لوگوں پر چھوڑ دیا مگر حضرت عمرؓ بن العاص نے سوچے سمجھے منصوبے کے تحت حضرت علیؓ کو تو معزول کرنے کا اعلان کیا مگر حضرت معایہؓ کو برقرار رکھا 27 اس طرح اصلاح احوال کی یہ آخری کوشش بھی حضرت معاویہؓ اور حضرت عمرؓو بن العاص کی چالاکیوں کی بھینٹ چڑھ گئی۔

حضرت علیؓ نے مذکورہ وجوہ کی بنا پر فیصلہ کو مسترد کر کے ایک بھرپور حملے کیلئے شام کی طرف جانے کا اعلان کرایا۔اس لئے فوج جمع کرنے کیلئے اپنے عمال طور قبائل کے سرداروں کے نام خطوط روانہ کیئے نخیلہ کے مقام پر پہنچ کر بصرہ اور کوفہ کے تمام سرداروں، رؤساو اور قبائل کے سرداروں کو خطاب کیا انہیں جنگ کی ترغیب دی اور یہ بھی حکم دیا کہ اہل قبیلہ کے تمام قابلِ جنگ افراد کو بلائیں اس طرح تقریباً 68 ہزار کا لشکر اکٹھا ہو گیا۔ادھر خارجیوں کے پاس بھی خط لکھ کر معاونت کے لئے بلایا لیکن انہوں نے یہ شرط رکھی کہ پہلے کفر کا اقرار کر کے توبہ کرو پھر ہم اپنے اور تمہارے معاملات پر غور کر سکتے ہیں۔ورنہ برابر مقابلہ کریں گے۔28 ظاہر ہے کہ یہ نہ تو قابلِ توجہ تھی نہ قابل تسلیم۔ حضرت علیؓ نے انہیں ان کے حال پر چھوڑ کر شامیوں کے مقابلے میں جانے کا ارادہ کیا۔انہیں معلوم ہوا کہ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ پہلے خارجیوں سے جنگ کرنی چاہئے تو انہوں نے ایک تقریر کی اور فرمایا''میرے نزدیک ان خارجیوں سے زیادہ یہ بدعہد لوگ ہیں اس لئے تم خارجیوں کا خیال چھوڑ کر اس قوم کے مقابلے پر چلو جو تم سے اس لئے جنگ کر رہی ہے تا کہ وجابر بادشاہ بن جائیں اور اللہ کے بندوں کو ذلیل وخوار کریں۔29 لیکن پے در پے ایسے واقعات پیش آئے کہ پہلے خارجیوں سے تصادم ناگزیر ہو گیا۔انہوں نے حضرت عبداللہ بن خبابؓ کو بلا وجہ پکڑ کر زمین پر لٹایا اور ذبح کر دیا۔ ان کا خون پانی میں بہہ رہا تھا پھر ان کی عورت (جو حاملہ تھیں) کو پکڑا وہ بولیں میں تو ایک عورت ہوں کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے۔انہوں نے ان کا پیٹ چاک کر ڈالا او کے بعد انہوں نے بنوطے کی تین

عورتوں کو قتل کیا اور ام سنان الصید اویہ کو بھی قتل کیا۔ حضرت علیؓ نے حالات معلوم کرنے کے لئے حارث بن مرۃ العبدی کو بھیجا تو انہیں بھی پکڑ کر فوراً قتل کر دیا گیا۔ یہ اطلاع بھی حضرت علیؓ اور ان کے ساتھیوں تک پہنچ گئی۔ حضرت علیؓ کے ساتھ ان کے پاس جمع ہوئے اور بولے ''اے امیر المومنین کیا ایسے لوگوں کو آپ ہمارے اہل وعیال اور ہمارے ماموں پر پیچھے چھوڑ کر شامیوں کی طرف جانا چاہتے ہیں کہ یہ بعد میں خوب غارت گری کر سکیں؟ بہتر یہ ہے کہ آپ ہمیں اس جماعت کے مقابلہ پر لے کر چلئے جب ہم ان سے فارغ ہولیں ہمیں ہمارے شامی دشمنوں کے مقابلے پر لے جایئے.30

حضرت علیؓ نے قاتلین حوالے کرنے کا مطالبہ کیا تو انہوں نے جواب دیا ''ہم سب نے ان آدمیوں کو قتل کیا ہے اور ہم سب ان لوگوں کا اور تم لوگوں کا خون حلال سمجھتے ہیں''۔ ان کو سمجھانے کے لئے حضرت قیس بن سعدؓ، حضرت ابوایوب انصاریؓ نے کوششیں کیں۔ حضرت علیؓ نے خود بھی جا کر ان سے خطاب کیا۔ مگر وہ ماننے کی بجائے جنگ پر آمادہ ہوگئے۔ دونوں لشکر آمنے سامنے آئے حضرت علیؓ نے حضرت ابوایوبؓ کو امان کا جھنڈا دیا جنہوں نے اعلان کیا۔

> تم لوگوں میں سے جو شخص جنگ کئے اور کسی سے معترض
> ہوئے بغیر اس جھنڈا کے نیچے آجائے اس کے لئے
> امان ہے۔ اسی طرح جو شخص کوفہ یا مدائن چلا جائے گا یا
> اس جماعت سے جدا ہو کر کسی اور جگہ چلا جائے گا اس
> کے لئے بھی امان ہے۔ باوجود کہ تم میں سے کچھ نے
> ہمارے بھائیوں کو قتل کیا ہے لیکن تب بھی ہمیں تمہارا
> خون بہانے کی چنداں ضرورت نہیں۔31

حضرت علیؓ نے اپنے لشکر کو پہل کرنے سے منع کیا خارجیوں نے خود بڑھ کر زوردار حملہ کیا سخت مقابلے کے بعد شکست کھا گئے۔ اور اکثر مارے گئے اس جنگ کو جنگ نہروان کہتے ہیں۔ یہ ۳۸ھ میں پیش آئی۔

اس جنگ کے بعد حضرت علیؓ نے شامیوں کے مقابلے کے لئے چلنے کا حکم دیا تو ان کے

فوجیوں نے جواب میں بہانہ بنایا کہ

اے امیر المؤمنین ! ہمارے پاس تیر ختم ہو چکے ہیں ۔
تلواریں کند ہوگئی ہیں اور نیزوں کی سنانیں مڑ گئی ہیں ۔
اور ہم سب سے اکثر لوگ زخمی ہیں اس لئے آپ شہر
واپس چلئے تا کہ ہم دوبارہ اچھی طرح تیاری کر سکیں ۔
اور شاید ہماری تعداد میں اضافہ ہو جائے ۔ اور ہم میں
سے جو ہلاک ہوئے ان کی کمی پوری ہو جائے (حالانکہ
صرف سات سو آدمی مارے گئے)

حضرت علی نے خطبات کے ذریعے ان کو جنگ کے لئے آمادہ کرنا چاہا۔ خاطر خواہ کامیابی نہ ہوئی ۔ آخر رؤسا اور سرداروں کو جمع کر کے رائے معلوم کی تو کچھ تو جواب سے گریز کر رہے تھے ۔ کچھ صاف طور پر منکر تھے اور کچھ زبردستی حضرت علیؓ کی ہاں میں ہاں ملا رہے تھے اور ایسے شاذ و نادر ہی لوگ تھے جو خوشی کے ساتھ جنگ میں جانے کے لئے آمادہ ہوں ۔ ایسی حالت میں کسی بڑے حملے کے لئے جانا ناممکن تھا اس لئے ارادہ ترک کر کے واپس کوفے آنا پڑا ۔

حوالہ جات

۱ طبری۔بحوالہ خلفائے راشدین۔شاہ معین الدین،ص246

۲ سیرت ابن ہشام،ص۲۳۷

۳ سیرت النبی جلد اول،ص۲۷۰

۴ طبقات ابن سعد حصہ سوم،ص۲۰۶

۵ الحج آیت۳۹،۴۰

۶ سیرت ابن ہشام ص۳۰۴،طبقات ابن سعد حصہ اول ص۳۵۷

۷ طبقات ابن سعد حصہ سوم،ص۲۰۷

۸ مشکوٰۃ شریف جلد سوم باب مناقبِ علیؓ

۹ سیرت ابن ہشام،ص۴۶۲

۱۰ سیرت ابن ہشام،ص۶۰۲

۱۱ علیؓ شخصیت وکردار،ص۲۳۸

۱۲ طبقات ابن سعد جلد سوم،ص۲۰۷ سیرت ابن ہشام،ص۵۳۴

۱۳ خلفائے راشدین،شاہ معین الدین ندوی،ص۲۵۶

۱۴ تاریخ اسلام ،شاہ معین الدین ندوی،ص۱۳۳

۱۵ علیؓ شخصیت وکردار،ص۲۵۴

۱۶ طبقات ابن سعد،حصہ سوم،ص۱۸۹

۱۷ تاریخ طبری،حصہ سوم،ص۳۸

۱۸ تاریخ طبری،حصہ سوم،ص۵۸

۱۹ مکتوبات حضرت علیؓ،ص۶۱

۲۰ مکتوبات حضرت علیؓ،ص۱۷۳

۲۱ تاریخ طبری،ص۱۶۲

۲۲ خلافت وملوکیت،ص۱۳۵

۲۳ خلافت وملوکیت،ص۱۳۹،الطبری سوم،ص۳۵۸

۲۴ تاریخ طبری،ص۳۷۰

۲۵ تاریخ طبری، ص ۳۸۵
۲۶ تاریخ الخلفاء، ص ۱۷۴
۲۷ طبری، ص ۳۸۹
۲۸ طبری، ص ۴۱۰
۲۹ طبری، ص ۴۱۵
۳۰ طبری، ص ۴۱۸
۳۱ طبری، ص ۴۳۶

****